درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب الستر علی المسلمین
مسلمانوں کی پردہ پوشی کا بیان

حدثنا عبید بن أسباط القرشی ثنا أبی ' ثنا الاعمش قال حدثت عن أبی صالح عن أبی هريرة عن النبی ﷺ قال: من نفس عن مسلم كربة من كُرب الدنيا' نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيمة' ومن يسّر علی معسر فی الدنيا يسر الله عليه فی الدنيا و الاخرة۔ ومن ستر علی مسلم فی الدنيا ستر الله عليه فی الدنيا و الاخرة۔ والله فی عون العبد ما كان العبد فی عون أخيه .... وفی الباب عن ابن عمر و عقبة بن عامر

هذا حديث حسن وقد روی أبو عوانة وغير واحد' هذا الحديث عن الاعمش عن أبی صالح عن أبی هريرة عن النبی ﷺ نحوه ولم يذكروا فيه حدثت عن أبی صالح

ترجمہ: (امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ) ہمیں عبید بن اسباط قریشی نے حدیث بیان کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد (اسباط) نے اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے اعمش نے حدیث بیان کی ہے۔ اعمش کہتے ہیں کہ کہ مجھے ابوصالح سے یہ روایت بیان کی گئی ہے۔ اور ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان سے دنیا کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت (تکلیف) دور کردی' تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کردے گا۔ اور جس نے دنیا میں کسی تنگدست ونادار کے ساتھ آسانی کردی' تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دنیا وآخرت دونوں میں آسانی کردے گا۔ جس نے دنیا میں کسی مسلمان

(کے عیوب) پر پردہ ڈالا' اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت دونوں میں پردہ ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا ہے۔ جب تک کہ یہ بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں لگا ہوا ہوتا ہے۔

اس باب میں حضرت (عبداللہ) ابن عمر اور عقبۃ بن عامرؓ سے روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے اور یقیناً ابوعوانہ اور بہت سے محدثین نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے "عن الاعمش عن أبی صالح عن ابی هریره عن النبی ﷺ الخ۔ اور انہوں نے اس میں "حدثت عن أبی صالح" کا ذکر نہیں کیا ہے۔

مختلف روایات میں تطبیق:

امام ترمذیؒ نے پہلے اس حدیث کی جو سند ذکر کی ہے' اس میں یہ الفاظ ہیں۔ قال حدثت عن أبی صالح" یعنی اعمش کہتا ہے کہ مجھے یہ حدیث ابوصالح سے روایت کی گئی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اعمش نے اس حدیث کو حضرت ابوصالح سے خود نہیں سنا بلکہ اعمش اور ابوصالح کے درمیان کوئی واسطہ موجود ہے' لیکن اعمش نے اس واسطہ کا ذکر نہیں کیا ہے کہ وہ کون ہے۔

پھر آخر میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ابوعوانہ اور بعض دیگر روایان حدیث نے بعینہ یہی حدیث اس طرح روایت کی ہے"عن الاعمش عن أبی صالح عن أبی هریرة عن النبی ﷺ الخ۔ یعنی ابوعوانہ اور کئی دوسروں نے سند اس طرح ذکر کی ہے کہ اعمش نے براہ راست بلاواسطہ اس حدیث کو ابوصالح سے نقل کیا ہے۔ اور ان کی روایت میں "حدثت عن أبی صالح" کا ذکر نہیں۔ جس سے ان دونوں کے درمیان واسطہ معلوم ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عبید ابن اسباط قریشی نے اپنے باپ سے جس سند کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے اس سند میں اعمش نے ابوصالح سے نامعلوم واسطہ کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور ابوعوانہ وغیرہ نے جو سند ذکر کی ہے اس میں اعمش نے یہی حدیث بلاواسطہ ابوصالح سے نقل کی ہے۔ ان دونوں طرق میں وجہ تطبیق کیا ہے؟

پس ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے اعمش نے ابوصالح سے واسطہ کے ساتھ سن لیا تھا اور اس طرح انہوں نے اس کی روایت بھی کی ہے۔ جیسا کہ عبید بن اسباط قرشی والی سند میں ہے۔ اور پھر اس کے بعد اعمش کی ملاقات ابوصالح کے ساتھ ہوئی اور بلاواسطہ خود ان سے یہ روایت سن لی۔ اور پھر سننے کے بعد انہوں نے جس کو یہ روایت بیان کی ہے۔ اس میں واسطہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ بلاواسطہ نقل کیا ہے۔

حدیث باب میں اخوت و ہمدردی کا درس:

اس حدیث کے لئے باب تو اگرچہ ستر پوشی کا باندھا گیا ہے' لیکن اس میں مسلمان کی ستر پوشی اور اس پر پردہ ڈالنے کی فضیلت واہمیت کے ساتھ ساتھ' مسلمان کے ساتھ ہمدردی' مصیبت میں اس کے کام آنے' اور اس کی محتاجی کی

حالت میں اس کی مدد کرنے کی اہمیت وفضیلت کو بھی اجاگر کر دیا گیا ہے۔

اس حدیث میں یہ درس دیا گیا ہے کہ مسلمان کے ساتھ جس نے کسی بھی قسم کا احسان کیا' اللہ تعالیٰ اس کو اس ہی قسم سے اس احسان کا بدلہ عطا فرما دیتا ہے۔ مثلاً جب کوئی مسلمان کسی مصیبت میں گرفتار ہو اور دوسرا مسلمان اس کی مدد کر کے اس مصیبت کو اس سے رفع کرے' تو اس مسلمان سے اس دنیوی مصیبت کو دور کرنے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی سخت اور ہولناک مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور فرماوے گا۔

اور جس نے کسی تنگ دست اور نادار مسلمان پر آسانی کر دی مثلاً وہ تنگدستی کی وجہ سے اپنے اور اپنے بچوں کے نان' نفقہ کا محتاج تھا اور اس نے اس پر صدقہ کر کے ان کے نفقہ کا انتظام کیا اور یا اس نادار مسلمان پر اس کا کچھ قرضہ تھا' اور وہ فقیری کی وجہ سے اس کو ادا نہ کر سکتا تھا تو اس نے اس کی مہلت بڑھا کر اس کی مالداری تک اس سے مطالبہ کرنا چھوڑ دیا یا اس کو وہ قرضہ معاف کر کے اس کو بری قرار دیا یا دوسرے کسی طریقے سے اس پر آسانی کر دی تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا وآخرت دونوں میں آسانی فرماوے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھے اور اس کے کسی عیب کو چھپا کر اسے رسوائی سے بچائے تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کا پردہ رکھے گا' اس کے عیوب چھپائے گا اور دنیا وآخرت دونوں کی رسوائی سے اسے محفوظ رکھے گا۔ اور بعض روایات میں یہ مضمون بھی ذکر ہے کہ جو شخص مومن کا پردہ فاش کرنے میں لگ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش کرنے لگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو شرمندہ کرے گا۔ اور جب تک کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے میں مصروف رہتا ہے' تب تک اللہ تعالیٰ بھی اس (مدد کرنے والے) کی مدد کرتا ہے' یعنی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مدد کرنا' اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کو دعوت دینا ہے۔ پس اس فرمان نبوی پر پختہ یقین کا تقاضا تو یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کو کوئی مشکل پیش آئے اور وہ یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل میں میری مدد فرماوے تو اسے چاہیے کہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ان کی مشکلات میں تعاون کرے تو اس طریقے سے اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی' اور اللہ تعالیٰ اپنی مدد سے اس کا مشکل حل فرماوے گا۔

دیکھئے ایک مومن بندہ کی اللہ کے ہاں کتنی قدر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو کتنا پیارا ہے۔ اس سے تکلیف دور کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری تکلیف دور کر دیں گے۔ اس سے آسانی کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کر دے گا۔ اس کا پردہ رکھو تو اللہ تعالیٰ تمہارا پردہ رکھے گا۔ اور اس کی مدد کرو' تو اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے لئے آ پہنچتی ہے۔

لیکن کاش کہ آج کل کے مسلمان اپنے مذہب کی تعلیم سے غافل ہیں۔ معمولی دنیوی لالچ کی وجہ سے ایک مسلمان دوسرے کے خون کا پیاسا ہوتا ہے۔ اس کے لئے رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ اس کی بے عزتی کرتا ہے' اور اس کی تکلیف اور مصیبت کے وقت اسے بے یار ومددگار چھوڑ دیتا ہے۔ جس معاشرے میں مسلمان ایک دوسرے سے بیزار ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے گر جاتے ہیں' اور بے اتفاقی وافتراق وانتشار کے عذاب میں مبتلا ہو کر ذلیل و

خوار ہوجاتے ہیں۔ مسلمانوں کے آج کل کی پستی کا سب سے بڑا سبب یہی افتراق وانتشار ہے۔

تنبیہ:

امام ترمذیؒ نے ابواب الحدود میں ''باب الستر عن المسلم'' باب قائم کر کے مندرجہ باالا حدیث کو وہاں ذکر کیا ہے۔ اور پھر یہاں بھی باب الستر علی المسلمین قائم کر کے اس حدیث کو لایا ہے۔ جو کہ تکرار ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

باب ماجاء فی الذب عن المسلم

مسلمان کے دفاع کرنے کا بیان

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالله عن أبی بکر النهشلی عن مرزوق أبی بکر التمیمی عن ام الدرداء عن أبی الدرداء عن النبی ﷺ قال: من رَدّ عن عرض أخیه رد الله عن وجهه النار یوم القیمٰة ...... وفی الباب عن اسماء بنت یزید. هذا حدیث حسن.

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے اپنے بھائی کی آبرو وعزت سے دفاع کیا۔ (یعنی اس کی غیبت کو روک دیا اور اس کی عزت کو بچالیا) تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے قیامت کے دن جہنم کی آگ کو دفع کرے گا۔

اس باب میں حضرت اسماء بنت یزید سے بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

اس حدیث میں مسلمان کی عزت وآبرو کے بچانے کا بڑا ثواب مذکور ہے۔ یعنی جہنم کی آگ سے نجات ملنا' اور بنص قرآن کریم یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز۔ (الآیۃ) ترجمہ: پس جو شخص جہنم کی آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو یقیناً وہ کامیاب ہوگا اور اپنے مسلمان بھائی کی عزت بچانے سے یہ عظیم کامیابی مل سکتی ہے۔

من رد عن عرض اخیه:

یعنی جس نے اپنے بھائی مسلمان کی عزت وآبرو سے دفاع کیا' اس سے مراد غیبت کو روکنا ہے' مثلاً کسی مجلس میں ایک مسلمان کی غیبت ہورہی تھی' اور دوسرے مسلمان نے اس کی غیبت کو روک کر اس کی عزت بچالی تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچالے گا۔

رد الله عن وجهه النار يوم القيامة:

چہرے کو آگ سے بچانا' کنایہ ہے اس کی ذات کو بچانے سے' یعنی اس بندے کو اللہ تعالیٰ جہنم کے عذاب سے بچالے گا۔ لیکن ذات سے تعبیر چہرے کے ساتھ ہوا' کیونکہ چہرے کو عذاب دینا زیادہ دردناک اور رسوا کن ہوتا ہے۔ اس وجہ سے چہرے کا ذکر ہوا۔

وفي الباب عن اسماء بنت يزيد:

اسماء بنت یزید کی روایت کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے۔ اور اس روایت سے بھی اس کی تائید ہوئی ہے کہ حدیث مذکور فی الباب میں' مسلمان کی عزت کے بچانے سے مراد اس کی غیبت کو روکنا ہے۔ چنانچہ اسماء بنت یزید روایت کرتی ہیں : قالت قال رسول الله ﷺ من ذب عن لحم اخيه بالغيبة كان حقا على الله ان يعتقه من النار. (مشکوٰۃ عن البیہقی)

ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمان کے گوشت کو غیبت کے ساتھ کھانے سے منع کیا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے۔

هذا حديث حسن :

یہ حدیث حسن ہے اور اس کو احمد' ابن ابی الدنیا وغیرہ نے بھی روایت کی ہے۔ اور اسکے الفاظ یہ ہیں:

"من ذب عن اخيه رد الله عنه عذاب النار يوم القيامة و تلا رسول الله ﷺ: و كان حقاً علينا نصر المؤمنين"

ترجمہ: یعنی جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت وآبرو سے دفاع کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن جہنم کی آگ کو دور کر دے گا۔ اور پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ و كان حقا علينا نصر المؤمنين۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔

باب ماجاء في كراهية الهجرة

مؤمن کے ساتھ سلام وکلام چھوڑنے کے ممنوع ہونے کا بیان

حدثنا ابن أبي عمر ثنا سفيان ثنا الزهري ثنا سعيد بن عبد الرحمن و ثنا سفيان عن الزهري عن عطاء بن يزيد الليثي عن ابي ايوب الانصاري ان رسول الله ﷺ قال: لايحل للمسلم أن يهجر اخاه فوق ثلاث'

یلتقیان فیصد ھذا ویصد ھذا' وخیرھما الذی یبدأ بالسلام" وفی اللباب عن عبداللہ بن مسعود وانس وابی ھریرہ وھشام بن عامر وابی ھند الداری۔

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ ھجر ان (ترک سلام وکلام) کرے کہ جب ایک دوسرے کے سامنے آجاتے ہیں تو یہ بھی منہ پھیر لیتا ہے اور وہ بھی منہ پھیر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو کہ سلام میں پہل کرے۔ اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت انسؓ حضرت ابوھریرۃ' ھشام بن عامر اور ابوھند الداری (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے بھی روایات آئی ہیں۔

لایحل للمسلم ان یھجر الخ:

یہاں ہجرت سے مراد وطن چھوڑنا نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ملاقات ہونے کے باوجود سلام کلام ترک کرے اور ہر ایک دوسرے سے ملنے کے وقت منہ پھیرے۔

فوق ثلاث:

تین دن سے زیادہ رنجش کی وجہ سے سلام کلام چھوڑنا جائز نہیں ہے اور تین دن تک رخصت ہے' کیونکہ شریعت مقدسہ نے اگرچہ غصہ اور بغض وحسد پر پابندی عائد کی ہے' لیکن انسان کی طبیعت وجبلت اس طرح ہوئی ہے کہ اس میں غصہ اور بغض وغیرہ موجود ہے۔ پس گویا شریعت مقدسہ نے انسان کے اس فطری اور طبعی تقاضوں کا بھی کچھ لحاظ رکھا کہ اگر کسی مسلمان کا اپنے بھائی کے ساتھ کسی وجہ سے تلخ کلامی اور جنگ وجدل وغیرہ واقع ہو جائے اور اس وجہ سے ان کا ایک دوسرے پر غصہ اور ایک دوسرے سے نفرت پیدا ہو جائے۔ اور پھر ایک دوسرے سے بات کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ تو اس حالت میں اگر وہ زیادہ سے زیادہ تین دن تک رہے تو ان کو مجرم اور گنہگار قرار نہیں دیا جاتا ہے۔ گویا تین دن کی مدت تک اظہار لاتعلقی کو انسان کی فطری اور طبعی مجبوری قرار دے کر معاف کیا گیا' لیکن اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے۔ ان تین دن کے اندر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے ساتھ غصہ فرو کرے اور نفرت کو ختم کرے' اس کے بعد اگر وہ ایک دوسرے سے مل جانے کے وقت اعراض کرے اور منہ پھیرے گا تو گنہگار ہوں گے۔

وخیرھما الذی یبدأ بالسلام:

اور ان دونوں میں بہتر وہ آدمی ہے' جو کہ سلام میں پہل کرے یعنی ملنے کے وقت جو پہلے' السلام علیکم' کہے وہ ان دونوں میں بہتر آدمی ہے۔ اس میں ترغیب ہے کہ ہر ایک کو چاہیے کو وہ سلام میں پہل کر کے لاتعلقی کو ختم کردے۔